70242 ـ دخول سے قبل طلاق دے دی اور اب اس سے رجوع کرنے کی سوچ ہے

سوال

میری تقریبا ایك برس تك منگنی رہی اور ہمارا شرعی عقد نكاح بھی ہو چكا تھا، ہماری اور سسرال والوں كی طرف سے اتفاق یہ ہوا كہ یہ تعلقات منگنی تك ہی محدود رہیں گے اور سال كے آخر میں جب میری تعلیم مكمل ہو جائیگی تو رخصتی ہوگی اس پر سب كے دستخط بھی ہوئے۔

لیكن اس عرصہ میں میرے منگیتر اور میرے گھر والوں كے درمیان غلط فہمی سے پیدا ہوگئی اور میرے والدین نے میرے منگیتر كو مجھ سے ملنے كی مخالفت كی اور محسوس كرنے لگے كہ یہ شخص میرے لیے مناسب نہیں۔

میں مانتی ہوں كہ بعض اوقات میرا خاوند دوسروں كا احترام نہیں كرتا اور ابھی اس میں پختگی نہیں ہے، لیكن اس كے ساتھ میں اس سے محبت كرتی اور اس كے معاملات میں اس كے لیے عذر اور بہانہ تلاش لیتی رہی ہوں۔

وہ شخص دوسرے شہر میں رہتا ہے اور ہم دوسرے شہر میں بستے ہیں اس لیے ہمارا تعلق دور سے ہی قائم رہا ہے، اور یہ غلط فہمی آہستہ آہستہ بڑھتی چلی گئی حتی كہ وہ مجھ سے مطالبہ كرنے لگا كہ میں فورا اس كے ساتھ رہنے كے لیے وہاں سے منتقل ہو جاؤں وگرنہ وہ مجھے طلاق دے دےگا، میں نے اسے بتایا كہ ہمارا یہ اتفاق ہوا تھا كہ پہلے رخصتی كی تقریب پہلے ہوگی۔

تو وہ كہنے لگا: بعد میں بھی رخصتی كی تقریب كی جا سكتی ہے، لیكن اس وقت تو میں اس كی بیوی ہوں اور مجھے اس كے ساتھ رہنا چاہیے، میرے یہ معاملہ بہت مشكل تھا، میں مجبور ہو گئی كہ یا تو اپنے منگیتر كو اختیار كروں یا پھر اپنے خاندان كو۔

میں اس وقت تك اسے خاوند كے روپ میں نہ دیكھتی تھی اور میرے لیے معاملہ بہت مشكل تھا اور امیدوں كی ناكامی كا باعث تھا۔

میں نے اسے بتایا كہ میں اپنے گھر والوں كی قربانی نہیں دے سكتی، اس لیے اس نے تعلق توڑ دیا اور ہمارے امام كو لیٹر بھیجا كہ اس نے مجھے طلاق دے دی ہے، تعلق ختم كیے ہوئے تقریبا پانچ ماہ ہونے كو ہیں، لیكن ایك ہفتہ قبل میں نے اسے دیكھا تو مجھے بڑی پریشانی ہوئی، میں گناہ محسوس كرتی ہوں كہ میں نے اس كی بات نہ مان كر غلطی كی ہے، میں یہ دریافت كرنا چاہتی ہوں كہ آیا شریعت میں ہمارے لیے كوئی صلح كی گنجائش ہے ؟

كیا میں اس كے پاس واپس جا سكتی ہوں مجھے خوف ہے كہ میں اس كے علاوہ كسی اور سے محبت نہ كر سكوں گی اور وہ ہمیشہ میرے خیالات میں بسا رہےگا، میں جانتی ہوں كہ ہو سكتا ہے ہم ایك دوسرے كے لیے مناسب نہ ہوں، لیكن اسی وقت یہ بھی ہے كہ ہم ایك دوسرے كو اچھی طرح جانتے ہیں، اور ہمارے تعلقات بہت قوی اور گرمجوشی والے تھے، اب مجھے معلوم نہیں ہو رہا كہ میں كیا كروں۔

میرے والدین ہمارے تعلقات كے بالكل مخالف ہیں، مجھے معلوم ہے كہ والدین كے موقف كے كچھ صحیح اسباب ہیں، لیكن اس كے باوجود میں اپنے سابقہ خاوند كی طرف مائل ہوں، اور میں اس كی طرف واپس جانا چاہتی ہوں۔

اور اگر یہ تعلقات دوبارہ قائم کرنا مناسب نہیں تو کیا اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس کے لیے کچھ کرنا ممکن ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جب عقد نکاح ہو جائے تو منگیتر کے لیے اس کی منگیتر بیوی بن جاتی ہے، لیکن جب رخصتی کے لیے ایك وقت مقرر کر لیا جائے اور شرط رکھی جائے کہ رخصتی بعد میں ہو گی تو رخصتی سے قبل خاوند کے پاس جانا لازم نہیں کیونکہ دونوں طرف سے شرط پر موافقت ہے.

اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج ذیل فرمان ہے:

" مسلمان اپنی شروط پر (قائم رہتے) ہیں "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1352) سنن ابو داود حدیث نمبر (3594) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" شروط میں سب سے زیادہ شرط پوری کرنے کی حقدار وہ شرط ہے جس کے ساتھ تم نے شرمگاہ حلال کی ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2721) صحیح مسلم حدیث نمبر (1418).

اس بنا پر آپ کا اس کے پاس نہ جانے میں کوئی گناہ نہیں بلکہ سال ختم ہونے سے قبل ہی اس نے مطالبہ کر کے غلطی کی ہے کیونکہ ایك برس کا اتفاق تھا، اور اس نے آپ پر اثرانداز ہونے کی کوشش کر کے بھی غلطی کی ہے کہ آپ اپنے والدین کی مخالفت کریں، اور پھر اس نے طلاق دینے میں جلدی کر کے بھی غلطی کا ارتکاب کیا ہے.

یہ سب کچھ اس کے عدم پختگی کی علامت اگر وہ آپ کی حرص رکھتا ہوتا تو سال میں باقی مانندہ مدت کا انتظار کرتا اور اتنی جلدی تعلقات ختم نہ کرتا.

دوم:

جب کوئی شخص اپنی بیوی کو دخول سے قبل طلاق دے دے تو صرف طلاق کی بنا پر ہی وہ عورت اس سے بائن ہو

جاتی ہے، اس میں رجوع نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی اس میں عدت ہے، لیکن اس میں کوئی حرج نہیں کہ اگر آپ راضی ہوں اور عورت کا ولی بھی موافق ہو تو وہ اس سے دوبارہ نکاح کر لے اس میں مہر بھی نیا ہو گا اور عقد نکاح بھی نیا.

سوم:

اگر آپ کے گھر والے اسے آپ کے لیے مناسب خیال نہیں کرتے تو آپ کو اپنے گھر والوں کی اطاعت کرنی چاہیے، خاص کر جب آپ یہ اقرار کرتی ہیں کہ اس موقف میں ان کے پاس پختہ اسباب ہیں، رہا یہ مسئلہ کہ آپ اس سے محبت کرنے لگی ہیں اور دل اس کے ساتھ لگ گیا ہے تو خاوند اور اس کی بیوی کے مابین یہ ایك طبعی چیز ہے کہ ان میں محبت ہوتی ہے.

جب اللہ تعالی آپ کو کوئی اور خاوند دےگا تو ان شاء اللہ آپ اس سے بھی محبت کریں گی، شادی تو ایك لمبی زندگی ہوتی ہے، یہ صرف اکیلے جذبات پر مبنی نہیں، اس لیے شریعت اسلامیہ کی یہ حکمت ہے کہ اس نے شادی میں عورت کے ولی کی موافقت شرط رکھی ہے؛ کیونکہ عورت تو کمزور دل کی مالك ہے وہ جذبات میں آ کر مغلوب ہو جاتی ہے اور ہو سکتا ہے وہ اپنے حقوق سے بھی دستبردار ہو جائے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جسے پسند کرنے لگے اس پر راضی ہو جائے چاہے وہ اس کے لیے مناسب نہ بھی ہو.

اس لیے آپ اپنے والدین کی رغبت و خواہش پر عمل کریں کیونکہ وہ دوری کی نظر اور رائے رکھتے ہیں، جب اس شخص کی یہ حالت ہے جو آپ نے بیان کی ہے تو پھر آپ اپنے والدین کو اس پر دوبارہ موافق ہونے کے لیے دباؤ مت ڈالیں.

چہارم:

آپ کے لیے یہ مخفی نہیں ہونا چاہیے کہ نکاح صحیح ہونے کی شرط میں عورت کے ولی کی موافقت ہونا ضروی ہے، اس لیے اس شخص کے ساتھ دوبارہ شادی کرنا اسی صورت میں صحیح ہو گا جب آپ کے والد کی موافقت ہوگی، اسی طرح اب وہ شخص آپ کے لیے وہ شخص پورا اجنبی ہے، اس لیے اس کے ساتھ تعلقات رکھنے کی کوئی مجال نہیں؛ کیونکہ اب آپ اس کی بیوی بن کر واپس نہیں ہو سکتی.

آپ کو چاہیے کہ آپ اس کام میں مشغول ہوں جو آپ کے لیے فائدہ مند ہو، اور جو گزر چکا ہے اس کو مت سوچیں، حتی کہ اللہ سبحانہ و تعالی آپ کو نیك و صالح خاوند عطا کر دے، اور کسی شخص سے بھی اس وقت تك شادی مت کریں جب تك اس کے بارہ میں باز پرس نہ کر لیں، اور اس کے دین اور اخلاق پر مطمئن نہ ہو جائیں.

جو کچھ ہو چکا ہے وہ آپ کے لیے سبق ہونا چاہیے اور اس میں عبرت محسوس کریں، اور آپ اللہ کا شکر ادا کریں کہ رخصتی اور دخول سے قبل ہی آپ کو اس شخص کے عیوب کا پتہ چل گیا.

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کو سیدھی راہ کی توفیق نصیب فرمائے.

واللہ اعلم .